

## 8۔ لہو اور قالین

میرزا ادیب

(1999-1914)

### ابتدائی حالات:

میرزا ادیب کا اصلی نام دلاور علی اور قلمی نام میرزا ادیب ہے۔ ۱۹۳۱ء میں اسلامیہ ہائی سکول بھائی گیٹ سے میٹرک کرنے کے بعد انھوں نے ۱۹۳۵ء میں اسلامیہ سکول لاہور سے بی۔ اے آنرز کیا۔

میرزا ادیب کی ادبی زندگی کا آغاز ۱۹۳۶ء سے ہوا۔ اس زمانے میں اسلامیہ سکول لاہور میں بہت سی علمی و ادبی شخصیتیں موجود تھیں جنہوں نے میرزا کے ادبی ذوق کو پروان چڑھانے میں معاونت کی۔ میرزا نے ابتدا میں شعر و شاعری کی طرف توجہ دی مگر جلد ہی اسے ترک افسانہ اور ڈراما نگاری کی طرف آگئے۔

انھوں نے ۱۹۳۵ء میں رسالہ ”ادب لطیف“ کی ادارت سنبھالی اور طویل عرصے تک اس سے وابستہ رہے۔ پھر ریڈیو پاکستان میں ملازم ہو گئے۔

### اُسلوب نگارش:

میرزا ادیب یک بابی اور ریڈیائی ڈراما نگاری میں اہم مقام رکھتے ہیں۔ تقسیم ہند کے اردو ادب میں یک بابی ڈرامے کو جو فروغ ملا، اس میں میرزا ادیب نے اہم کردار ادا کیا۔ وہ معاشرے کے بغض شناس تھے، اس لیے ان کے ڈراموں کے موضوعات عام اور روزمرہ زندگی سے متعلق ہیں۔ اپنے معاشرے کی انسانی خواہشات اور توقعات کو میرزا ادیب نے خاص اہمیت دی ہے۔

## مکالمہ نگاری:

میرزا ادیب نے کردار نگاری کے سلسلے میں بھی گہرے مشاہدے، انمول بصیرت اور فن کارانہ گرفت سے کام لیا ہے۔ انھوں نے زندگی کے عام کرداروں کا درجہ دیا ہے۔ ان کے مکالمے نہایت برجستہ، مختصر اور بے محل ہوتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ڈراموں میں قاری یا ناظر کی دلچسپی شروع سے آخر تک قائم رہتی ہے جو کسی کامیاب ڈراما نگار کی سب بڑی خصوصیت ہے۔

### تصانیف:

میرزا ادیب کے ڈراموں کے اہم مجموعوں کے نام یہ ہیں: ”آنسو اور ستارے“، ”لبو اور قالین“، ”ستون“، ”فصل شب“، ”خاک نشیں“، ”پس پردہ“ اور ”شیشے کی دیوار“۔ ان کے علاوہ ”صحرانورد کے خطوط“، ”صحرانورد کے رومان“ اور ”مٹی کا دیا“ (آپ بیتی) ان کی زندہ رہنے والی کتابیں ہیں۔

### مشکل الفاظ کے معانی

الفاظ	معنی	الفاظ	معنی
آویزاں	لٹکا ہوا	تحکم	حکم کرنا
تحلیقات	فن پارے	زمین بوس	سجدہ کرنا، مگرنا
شب بیداری	رات بھر جاگنا	قدر و منزلت	مقام اور مرتبہ
قلّاش	مُفلس	مزین	آراستہ، سجایا ہوا
منمنّا	پوشیدہ بات، پھیلی	ملائمت	نرمی
متعجب	حیران	قدر و منزلت	عزت، رتبہ
الگ تھلگ	علیحدہ، جدا	شب بیداری	رات کا جاگنا

### سبق کا خلاصہ

میرزا ادیب نے اس ڈرامے میں معاشرے میں موجود ریاکاری اور خود غرضی کے بارے میں بتایا ہے۔ انسان کے اعمال کی بنیاد اس کی نیت پر ہے۔ لازوال زندگی کے لئے خلوص نیت کا ہونا بہت ضروری ہے۔ سرمایہ داروں کی زندگی ان کے ایک پہلو کی عکاسی کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے غریب مصوروں کی زندگی پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ جو چند سکوں کی خاطر اپنا فن بیچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ جمل ایک بہت بڑا سرمایہ دار تھا اور اختر ایک مفلس و قلّاش مصور۔ جمل نے اپنی کوشش کا ایک کمرہ اختر کے سٹوڈیو کے طور پر وقف کر رکھا ہے۔ وہ اختر کی بنائی ہوئی تصاویر کی نمائش بھی کرتا اور اپنے دوستوں کو تحفہً وہ تصاویر بھیجتا تھا۔ یوں سوسائٹی میں اس کا اعلیٰ مقام تھا کہ وہ غریب پرور انسان ہے لیکن درحقیقت اختر کی اس امداد کے پیچھے جمل کا مطمع نظریہ تھا کہ وہ سوسائٹی میں شہرت حاصل کرے۔ اس چیز نے اختر کے فن کا خون کر دیا۔ کوئی فنکار اسی وقت سچا فنکار کہلاتا ہے جب اس کی تخلیقات اس کے ذہن کے تابع ہوں۔ جب ان پر دولت کا سایہ پڑ جائے تو فن کہیں کم ہو جاتا ہے۔ پھر وہ فن پارے بکاؤ مال بن جاتے ہیں۔

میری غربت نے اڑایا ہے میرے فن کا مذاق

تیری دولت نے تیرے عیب جھپکار کھے ہیں

جب اختر پر حقیقت آشکار ہوئی تو اس کے فن کا خون رگیا۔ ایسے میں اس کے ایک مصور دوست نیازی نے اسے سہارا دیا نیازی بھی ایک مصور تھا اور غربت سے مجبور ہو کر وہ اختر کے ہاتھ اپنے فن پرے بیچنے پر آمادہ ہو گیا۔ یوں نیازی تصاویر بنا کر اختر کے حوالے کرتا اور اختر وہ تصاویر اپنے نام سے جمل کو دے دیتا۔ ان تصاویر کے بل بوتے پر اپنی شہرت کی عمارت کھڑی کرتا۔ یہ مثلث دو سال تک اسی طرح چکراتی رہی۔ اور جب نیازی کی بتائی ہوئی ایک تصویر کو نمائش میں اول انعام کا حق دار قرار دیا گیا تو نیازی اس صدمے کو سہار نہ سکا کہ وہ اپنی بتائی ہوئی تصویر کو بھی اپنا نہیں کہہ سکتا۔ اسی صدمے نے اسے خود کشی پر مجبور کر دیا۔ اختر یہ عن کر جمل کی طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ تم نے دو قتل کئے ہیں۔ ایک مصور کے فن کو موت کے گھاٹ اتارا اور دوسرے مصور کی جان لے لی۔ تمہارے ہاتھ خون سے رنگے ہوئے ہیں۔ جمل غصے سے کہتا ہے کہ اختر پاگل ہو گیا ہے۔ اس کو دھکے دے کر یہاں سے نکال دو۔ چنانچہ اختر نے جمل حسین کے کردار کا اصل چہرہ بے نقاب کیا ہے۔ جو ایک مصور کا سہارا لے کر سستی شہرت چاہتا تھا۔

یہ ہمارے معاشرے کا المیہ ہے کہ ہم جھوٹی شہرت اور انا کے لیے بے دریغ دوسروں کا استعمال کرتے ہیں۔ وہ اس بات سے بے خبر ہوتے ہیں کہ ایک فنکار کے دل پر کیا گزرتی ہے کیونکہ ایک چافنکار اپنی تخلیقات کو اپنی اولاد سے بڑھ کر جانتا ہے۔

## مرکزی خیال:

اس ڈرامے کا مرکزی یہ ہے کہ انسان جب دولت میں کھیلنے لگتا ہے تو سوسائٹی میں اپنا بھرم قائم رکھنے کے لیے نئے نئے ہتھ کنڈے اختیار کرتا ہے۔ وہ ان لوگوں کو اپنی شہرت کی وجہ بتاتا ہے جو غربت کی وجہ سے گمنامی کے اندھیروں میں پڑے ہوتے ہیں مگر ان غریبوں کے اندر کا انسان بیدار ہوتا ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری ضرورتیں پوری ہو رہی ہیں مگر ساتھ ساتھ ان کا فن اپنی موت مر رہا ہوتا ہے۔ پھر وہ بھی چور راستے اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنی ان محرومیوں کا ذمہ دار سرمایہ داروں کو سمجھتے ہیں۔

سدا روپوش رہتے ہیں وہ ہتھر      عمارت جن کے کاندھوں پہ تعمیر ہوتی ہے

## اہم اقتباس کی تشریح

اقتباس: جیسا کہ آپ جانتے ہیں، آج سے دو سال پہلے میں ایک تنگ و تاریک گلی کے ایک خستہ اور بد نما مکان میں رہتا تھا۔ بہت کم لوگ مجھے جانتے تھے اور جو جانتے تھے، انہیں میرے متعلق صرف یہی معلوم تھا کہ میں ایک مفلس، قلاش اور گمنام مصور ہوں میں بے شمار تصویریں بنائی تھیں مگر وہ تمام کی تمام کباڑیوں یا نیلام گھروں میں پہنچ کر لکڑیوں کے بھاؤ پک چکی تھیں۔ زندگی

تصویری نمائش میں جانے کا موقع ملا۔ میری آپ سے ملاقات ہو گئی۔ آپ نے میرے فن مصوری میں دلچسپی لیتے ہوئے، اپنے گھر جانے کی دعوت دی۔ میں نے اس دعوت کو قبول کیا۔ یہ ملاقات بہت ہی اچھی ہوئی۔ اس کی غریت کی انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ اس بات کو چھپانا مشکل تھا۔ ملاقات میں انہوں نے میری حالت کا اندازہ لگا لیا۔ آپ ضد کر کے مجھے اپنے ہاں رہنے کا کہا تاکہ اطمینان اور سکون سے اپنے فن کی خدمت کر سکوں۔ آپ نے اپنے گھر کا ایک کمرہ مجھے دے دیا اور مجھے زندگی کی ضروریات سے بے پروا کر دیا۔

## حل مشقی سوالات

۱۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) تجمل نے اختر کے بارے میں کس قسم کے خیالات کا اظہار کیا؟

جواب۔ تجمل نے اختر کے بارے میں یہ خیال ظاہر کیا کہ اس قسم کے لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے ہر وقت کسی سوچ میں ڈوبے رہتے ہیں۔ الگ تھلک رہنا چاہتے ہیں۔

(ب) اختر کا حلیہ بیان کیجیے۔

جواب۔ اختر کا حلیہ ادھیڑ عمر کا شخص، سر کے بال بکھرے ہوئے۔ آنکھیں شب بیداری کی وجہ سے سرخ، لباس پا جامہ اور قمیض، آستینیں چڑھی ہوئی آنکھوں کے گرد حلقے زیادہ نمایاں۔

(ج) اختر کو کون تصویریں بنا کر دیتا تھا؟

جواب۔ نیازی تصویریں بنا کر اختر کو دیتا تھا۔

(د) نیازی نے اپنی تصویریں اختر کے حوالے کیوں کیں؟

جواب۔ نیازی نے اپنی تصویریں اختر کے حوالے اس لیے کیں تاکہ اس سے رقم لے کر اپنے آپ کو اور خاندان کو عزت و آبرو کے ساتھ زندہ رکھ سکے۔

(ه) تصویریں اختر کی نہیں ہیں۔ اس انکشاف پر تجمل کا رد عمل کیا تھا؟

جواب۔ تجمل کو ایک دمچکا سا لگا اس نے اختر سے کہا کہ کیا تم مجھے اب تک دھوکہ دیتے رہے ہو۔

(و) سردار تجمل حسین کی کوٹھی کا نام کیا تھا؟

جواب۔ سردار تجمل کی کوٹھی کا نام "النشاط" تھا۔

(ز) تجمل کی عمر کتنی تھی؟

کالم الف	کالم ب	کالم ج
جمل	مصوّر	سرمایہ دار
بابا	سیکرٹری	نوکر
میرزا ادیب	سرمایہ دار	ڈراما نگار
روف	ڈراما نگار	سیکرٹری
اختر	نوکر	مصوّر

۱۰۔ درج ذیل کے معانی لکھیں اور جملوں میں استعمال کریں۔

جواب۔

الفاظ	معانی	جملے
فن کار	اپنے فن کا ماہر / آرٹسٹ	ہمیں فن اور فنکاروں کی قدر کرنی چاہیے۔
شب بیداری	رات کو جاگنا	بزرگان دین اکثر شب بیداری کیا کرتے تھے۔
خوشخبری	خوشی کی خبر، اچھی خبر	توقیر نے امتحان میں اول آنے کی خوشخبری سن کر مثنائی تقسیم کی۔
اعزاز	رتبہ، مرتبہ	راشد منہاس نے نہایت کم عمری میں سب سے بڑا فوجی اعزاز حاصل کیا۔
کارنامہ	عمدہ کارکردگی، بڑا کام	پاک فوج نے 1965ء کی جنگ میں بہادری کے شاندار کارنامے سرانجام دے کر ملک کا نام روشن کیا۔
شیش محل	شیشے کا بنا ہوا گھر	لاہور شاہی قلعہ میں شیش محل واقع ہے۔
کش کش	لڑائی جھگڑا / ضمیر کی غلش	تمام ممالک ایک دوسرے سے آگے نکلنے کی کش کش میں مبتلا ہیں۔
نمائش گاہ	نمائش گاہ کی جگہ	نمائش گاہ میں فوجی بینڈ نے اعلیٰ کر تپ کا مظاہرہ کیا۔
سرپرستی	نگرانی	ہمیں جیم بچوں کی سرپرستی کرنی چاہیے۔
مصور نواز	مصور کی سرپرستی کرے	عوام کو چاہیے کہ وہ فنکاروں اور مصوروں کی سرپرستی کر کے مصور نوازی کا مظاہرہ کرے۔

جواب۔ جمل کی عمر چالیس اور پینتالیس کے درمیان تھی۔

(ح) جمل نے اختر کو کون سی خوشخبری سنائی؟

جواب۔ جمل نے اختر کو یہ خوشخبری سنائی کہ جوں نے تمہاری تصویر کو اول انعام کا مستحق قرار دیا ہے۔

(ط) اختر دو سال قبل کہاں رہتا تھا؟

جواب۔ اختر دو سال قبل ایک تنگ و تاریک کوٹھری میں رہتا تھا۔

(ی) اختر کے نزدیک نیازی کا قاتل کون تھا؟

جواب۔ اختر کے نزدیک نیازی کا قاتل جمل تھا۔

۲۔ میرزا ادیب نے اس ڈرامے میں کیا پیغام دیا ہے؟

جواب۔ میرزا ادیب نے اس ڈرامے میں فرضی کرداروں کے ذریعے یہ پیغام دیا ہے کہ انسان کی کامیاب زندگی کا دار و مدار اسکی

نیت پر ہوتا ہے۔ دنیاوی شان و شوکت کی خاطر کئے جانے والے کام کبھی ذہنی سکون کا باعث نہیں ہو سکتے۔ ریاکاری، خود

غرضی، سستی شہرت، جھوٹ اور بناوٹ کامیاب انسانی زندگی کے لیے زہر قاتل ہیں۔

۳۔ ڈراما ”لہو اور قالین“ کا خلاصہ تحریر کریں۔

جواب۔ سبق کا خلاصہ شروع کے صفحات پر دے دیا گیا ہے۔

۴۔ اس ڈرامے کے کرداروں کے نام لکھیں۔

جواب۔ اس ڈرامے کے کردار مندرجہ ذیل ہیں۔

بابا: نوکر

جمل: ایک سرمایہ دار

اختر: مصور

رؤف: جمل کا پرائیویٹ سیکرٹری

۵۔ مندرجہ ذیل الفظ کی جمع لکھیں۔

جواب۔ منظر، تصویر، باغ، خبر، انعام، تکلیف

جمع	الفاظ	جمع	الفاظ
اخبار	خبر	منظر	منظ
انعامات	انعام	تصاویر	تصویر
تکالیف	تکلیف	باغات	باغ

۶۔ متن کو پیش نظر رکھتے ہوئے خالی جگہ پُر کریں۔

- جواب۔ (الف) ججوں نے تمہاری تصویر کو اول انعام کا مستحق قرار دیا ہے۔  
 (ب) میں نے تفصیل معلوم کرنے کے لیے روف کو بھیج دیا ہے۔  
 (ج) تم نے ملک کے تمام مصوروں کے مقابلے میں یہ انعام جیتا ہے۔  
 (د) حصص مبارک باد دینے شہر کے معززین آرہے ہیں۔  
 (و) سنا ہے آرٹسٹوں پر کبھی کبھی دورے بھی پڑتے ہیں۔  
 (و) میرے فن کی بہتری اسی میں ہے کہ یہاں سے چلا جاؤں۔  
 (ز) آپ کے تصویرات کا شیش محل ابھی زمین بوس ہو جائے گا۔  
 (ح) آپ سب کچھ سمجھ جائیں گے، یہ کوئی معما نہیں ہے۔  
 (ط) آج سے دو سال پہلے میں ایک تھگ و تاریک گلی کے ایک خستہ اور بد نما مکان میں رہتا تھا۔  
 (ی) قانون حصص کچھ نہیں کہے گا، مگر انسانیت کی نظروں میں تم قاتل ہو۔

۷۔ اعراب کی مدد سے تلفظ واضح کریں۔

جواب۔ ٹھمکل، مضویر، مُسْتَحِق، اغراض، مُعْزِزِین، اِنْسِیام، سنجیدہ، مُعَاوِذ، مُعْتَا

۸۔ مذکر اور مؤنث الگ الگ کریں۔

جواب۔ سرکار، پاجامہ، قمیض، اخبار، مصور، تصویر، جمو نیڑی، توہین، مہمان، نمائش

مذکر: سرکار، پاجامہ، مصور، مہمان، اخبار

مؤنث: قمیض، تصویر، جمو نیڑی، توہین، نمائش

۹۔ کالم الف میں دیئے گئے الفاظ کو کالم ب کے متعلقہ الفاظ کے ساتھ ملائیں۔

تیری دولت نے تیرے عیب جھپکار کھے ہیں

جب اختر پر حقیقت آشکار ہوئی تو اس کے فن کا خون رگیا۔ ایسے میں اس کے ایک مصور دوست نیازی نے اسے سہارا دیا نیازی بھی ایک مصور تھا اور غربت سے مجبور ہو کر وہ اختر کے ہاتھ اپنے فن پرے بیچنے پر آمادہ ہو گیا۔ یوں نیازی تصاویر بنا کر اختر کے حوالے کرتا اور اختر وہ تصاویر اپنے نام سے جمل کو دے دیتا۔ ان تصاویر کے بل بوتے پر اپنی شہرت کی عمارت کھڑی کرتا۔ یہ مثلث دو سال تک اسی طرح چکراتی رہی۔ اور جب نیازی کی بتائی ہوئی ایک تصویر کو نمائش میں اول انعام کا حق دار قرار دیا گیا تو نیازی اس صدمے کو سہار نہ سکا کہ وہ اپنی بتائی ہوئی تصویر کو بھی اپنا نہیں کہہ سکتا۔ اسی صدمے نے اسے خود کشی پر مجبور کر دیا۔ اختر یہ عن کر جمل کی طرف دیکھتا ہے اور کہتا ہے کہ تم نے دو قتل کئے ہیں۔ ایک مصور کے فن کو موت کے گھاٹ اتارا اور دوسرے مصور کی جان لے لی۔ تمہارے ہاتھ خون سے رنگے ہوئے ہیں۔ جمل غصے سے کہتا ہے کہ اختر پاگل ہو گیا ہے۔ اس کو دھکے دے کر یہاں سے نکال دو۔ چنانچہ اختر نے جمل حسین کے کردار کا اصل چہرہ بے نقاب کیا ہے۔ جو ایک مصور کا سہارا لے کر سستی شہرت چاہتا تھا۔

یہ ہمارے معاشرے کا المیہ ہے کہ ہم جھوٹی شہرت اور انا کے لیے بے دریغ دوسروں کا استعمال کرتے ہیں۔ وہ اس بات سے بے خبر ہوتے ہیں کہ ایک فنکار کے دل پر کیا گزرتی ہے کیونکہ ایک چا فنکار اپنی تخلیقات کو اپنی اولاد سے بڑھ کر جانتا ہے۔

## مرکزی خیال:

اس ڈرامے کا مرکزی یہ ہے کہ انسان جب دولت میں کھیلنے لگتا ہے تو سوسائٹی میں اپنا بھرم قائم رکھنے کے لیے نئے نئے ہتھ کنڈے اختیار کرتا ہے۔ وہ ان لوگوں کو اپنی شہرت کی وجہ بناتا ہے جو غربت کی وجہ سے گمنامی کے اندھیروں میں پڑے ہوتے ہیں مگر ان غریبوں کے اندر کا انسان بیدار ہوتا ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہماری ضرورتیں پوری ہو رہی ہیں مگر ساتھ ساتھ ان کا فن اپنی موت مر رہا ہوتا ہے۔ پھر وہ بھی چور راستے اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ وہ اپنی ان محرومیوں کا ذمہ دار سرمایہ داروں کو سمجھتے ہیں۔

سدا روپوش رہتے ہیں وہ ہتھر      عمارت جن کے کاندھوں پہ تعمیر ہوتی ہے

## اہم اقتباس کی تشریح

اقتباس: جیسا کہ آپ جانتے ہیں، آج سے دو سال پہلے میں ایک تنگ و تاریک گلی کے ایک خستہ اور بد نما مکان میں رہتا تھا۔ بہت کم لوگ مجھے جانتے تھے اور جو جانتے تھے، انہیں میرے متعلق صرف یہی معلوم تھا کہ میں ایک مفلس، قلاش اور گمنام مصور ہوں میں بے شمار تصویریں بنائی تھیں مگر وہ تمام کی تمام کباڑیوں یا نیلام گھروں میں پہنچ کر لکڑیوں کے بھاؤ پک چکی تھیں۔ زندگی



اسی حالت میں گزر رہی تھی کہ اتفاقاً تصویروں کی ایک نمائش گاہ میں میری آپ سے ملاقات ہو گئی۔ آپ نے میری تصویروں میں دلچسپی لی اور مجھے اسی شام کو اپنے ہاں چائے پر بلا لیا۔ میں اپنے ہزاروں ہم پیشہ بھائیوں کی طرح غربت کی جھگی میں رہ رہا تھا۔ یہ وہ ایسی بات نہ تھی جو چھپی رہ سکتی۔ آپ نے میری حالت کا اندازہ لگایا اور اس بات پر اصرار کیا کہ میں اپنے غربت کو دست نکل کر آپ کے ہاں آ جاؤں تاکہ اطمینان کے ساتھ فن کی خدمت کر سکوں۔ آپ نے میرے لیے یہ کمرہ وقف کر دیا اور مجھے زندگی کی ضروریات سے بے نیاز کر دیا۔

حوالہ متن: مصنف کا نام: میرزا ادیب

سبق کا عنوان: لہو اور قالین

حل لغت: قلاش: مفلس۔ کوڑیوں کے بھاؤ بکنا: نہایت کم قیمت پر بکنا۔ خستہ: خراب۔ ہم پیشہ: ایک ہی پیشہ کے لوگ۔  
گم نام: غیر معروف۔ وقف کرنا: چھوڑ دینا۔

سیاق و سباق: میرزا ادیب نے اس ڈرامے میں بتایا ہے کہ انسان کے اعمال کی بنیاد اس کی نیت پر ہے۔ لازوال زندگی کے لئے غلو ص نیت کا ہونا بہت ضروری ہے۔ سرمایہ داروں کی زندگی ان کے ایک پہلو کی عکاسی کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انھوں نے غریب مصوروں کی زندگی پر بھی روشنی ڈالی ہے۔ جو چند سکوں کی خاطر اپنا فن بیچنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔ جمل ایک بہت بڑا سرمایہ دار تھا اور اختر ایک مفلس و قلاش مصور تھا۔ جمل نے اپنی کوٹھی کا ایک کمرہ اختر کے سٹوڈیو کے طور پر وقف کر رکھا ہے۔ درحقیقت اختر کی اس امداد کے پیچھے جمل کا مطمح نظر یہ تھا کہ وہ سوسائٹی میں شہرت حاصل کرے۔

نیازی تصاویر بنا کر اختر کے حوالے کرتا اور اختر وہ تصاویر اپنے نام سے جمل کو دے دیتا۔ جمل کا اختر کے فن مصوری کی سرپرستی کرنا دراصل اس کی ریاکاری پرستی تھا۔ اس مصور نواز شخصیت کا اصل مقصد مصوری سے لگاؤ نہیں بلکہ کچھ اور تھا۔ چنانچہ اختر نے جمل حمین کے کردار کا اصل چہرہ بے نقاب کیا ہے۔ جو ایک مصور کا سہارا لے کر سستی شہرت چاہتا تھا۔ اس کے برعکس ایک فنکار کے فن کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔

تشریح: اس پیرا گراف میں مصنف نے مصور اختر اور جمل کے درمیان ہونے والی بات چیت کا ذکر کیا ہے۔ جمل

اختر کی بنائی ہوئی تصویروں کی بدولت اپنے آپ کو مشہور کرنا چاہتا ہے۔ اس کے برعکس اختر ”الانشاء“ سے جانا چاہتا ہے۔ اختر کے بقول وہ دو سال پہلے ایک تنگ و تاریک گلی میں ایک بد صورت مکان میں رہتا تھا۔ انتہائی غربت کی زندگی گزارتا تھا۔ جان پہچان نہ ہونے کے برابر تھی۔ لہٰذا گلی کی نظر میں، میں ایک غریب، تنگدست اور غیر معروف مصور تھا۔ غربت کے دور میں بھی میں نے بے شمار تصاویر بنائی تھیں لیکن وہ مناسب دیکھ بھال نہ ہونے کی وجہ سے ساری کپڑائیوں کے پاس اور نیلام گھروں میں انتہائی کم قیمت میں فروخت ہوئیں تھیں۔ ان بکنے والی تصویروں کی وجہ سے میری شہرت میں بھی نہ ہونے کے برابر اضافہ ہوا۔ ایک دن مجھے ایک

تصویری نمائش میں جانے کا موقع ملا۔ میری آپ سے ملاقات ہو گئی۔ آپ نے میرے فن مصوری میں دلچسپی لیتے ہوئے، اپنے گھر جانے کی دعوت دی۔ میں نے اس دعوت کو قبول کیا۔ یہ ملاقات بہت ہی دلچسپ ہوئی۔ اس ملاقات کی غرضت کی انتہا کو پہنچ چکا تھا۔ اس بات کو چھپانا مشکل تھا۔ ملاقات میں انہوں نے میری حالت کا اندازہ لگا لیا۔ آپ ضد کر کے مجھے اپنے ہاں رہنے کا کہا تاکہ اطمینان اور سکون سے اپنے فن کی خدمت کر سکوں۔ آپ نے اپنے گھر کا ایک کمرہ مجھے دے دیا اور مجھے زندگی کی ضروریات سے بے پروا کر دیا۔

## حل مشقی سوالات

۱۔ مختصر جواب دیں۔

(الف) تجمل نے اختر کے بارے میں کس قسم کے خیالات کا اظہار کیا؟

جواب۔ تجمل نے اختر کے بارے میں یہ خیال ظاہر کیا کہ اس قسم کے لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے ہر وقت کسی سوچ میں ڈوبے رہتے ہیں۔ الگ تھلک رہنا چاہتے ہیں۔

(ب) اختر کا حلیہ بیان کیجیے۔

جواب۔ اختر کا حلیہ ادھیڑ عمر کا شخص، سر کے بال بکھرے ہوئے۔ آنکھیں شب بیداری کی وجہ سے سرخ، لباس پا جامہ اور قمیض، آستینیں چڑھی ہوئی آنکھوں کے گرد حلقے زیادہ نمایاں۔

(ج) اختر کو کون تصویریں بنا کر دیتا تھا؟

جواب۔ نیازی تصویریں بنا کر اختر کو دیتا تھا۔

(د) نیازی نے اپنی تصویریں اختر کے حوالے کیوں کیں؟

جواب۔ نیازی نے اپنی تصویریں اختر کے حوالے اس لیے کیں تاکہ اس سے رقم لے کر اپنے آپ کو اور خاندان کو عزت و آبرو کے ساتھ زندہ رکھ سکے۔

(ه) تصویریں اختر کی نہیں ہیں۔ اس انکشاف پر تجمل کا رد عمل کیا تھا؟

جواب۔ تجمل کو ایک دمچکا سا لگا اس نے اختر سے کہا کہ کیا تم مجھے اب تک دھوکہ دیتے رہے ہو۔

(و) سردار تجمل حسین کی کوٹھی کا نام کیا تھا؟

جواب۔ سردار تجمل کی کوٹھی کا نام "النشاط" تھا۔

(ز) تجمل کی عمر کتنی تھی؟

# WANT TO **DOWNLOAD** **NOTES** OF ANY CLASS?

[Click Me to Download](#)  
(I'll Bring You There)



**Top Study World is one of the best notes  
providers in Pakistan for FREE!**